آریہ بھی اپنے آپ کو ہندو لکھائیں گے

آریہ سماج کے خاتمہ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی کے ثبوت "الفضل" میں بارہا پیش کئے جا چکے ہیں۔ اب ان میں ایک اور بنیادی ثبوت کا آریہ سماجی لیڈروں کے ذریعہ اضافہ ہوا ہے۔ جس کی تفصیل یہ ہے۔ کہ ہندوستان کی آئندہ مردم شماری میں اپنی قومیت درج کرانے کے متعلق عرصہ سے ہندوؤں کے مختلف طبقات میں بحث جاری تھی۔ بعض کہتے تھے۔ کہ ہمیں اپنے آپ کو آریہ لکھوانا چاہئیے۔ لیکن اکثر جن میں کچھ آریہ سماجی لیڈر بھی شامل تھے۔ اس بات پر مصر تھے۔ کہ سب کو قطع نظر اس سے کہ وہ عقیدتاً آریہ سماجی ہیں۔ یا سناتنی۔ اپنے آپ کو ہندو درج کرانا چاہئیے۔ ہندو مہا سبھا کی طرف سے ہندو لکھوانے پر بہت زور دیا جا رہا تھا۔ اور بقول معاصر "ویر بھارت" (۲۷۔ جنوری) بھائی پرمانند اور دیگر سرکردہ آریہ سماجی بھی اپنے آپ کو ہندو لکھوانے پر زور دے رہے تھے۔" مگر عام آریہ سماجی اس کے خلاف تھے۔ اب خبر آئی ہے۔ کہ "انٹرنیشنل آرین لیگ یا آریہ سارو دیشک سبھا نے جس کے ماتحت ہندوستان کی تمام آریہ سماجیں ہیں اور جس کے زیر اہتمام حیدر آباد ستیہ گرہ ہوا تھا۔ مردم شماری میں ہندو لکھوانے کی ہدایت جاری کر دی ہے۔" (ویر بھارت ۲۷۔ جنوری)

مہاتما نارائن سوامی جو حیدر آباد کی ستیہ گرہ کے پہلے ڈکٹیٹر تھے۔ اس سبھا کے صدر ہیں۔ گویا اسے آریہ سماجیوں کی سب سے بڑی مجلس سمجھنا چاہئیے :۔

یہ تو ہے آج کے آریہ سماجیوں اور ان کے "نیتاؤں" کا فیصلہ۔ لیکن اس سے پہلے اسی مسئلہ کا ایک فیصلہ آریہ سماج کے بانی سوامی دیانند صاحب بھی دے چکے ہیں۔ چنانچہ معاصر "ویر بھارت" لکھتا ہے :۔

"آریہ سماج کے بانی سوامی دیانند نے اپنی تصنیف میں لکھا ہے۔ کہ ہندو کے معنی ہیں چور۔ ڈاکو۔ مکّار کے اور مسلمانوں نے نفرت کے جذبہ سے متحرک ہو کر اس ملک کے رہنے والوں کا نام ہندو ڈال دیا تھا۔ جو رفتہ رفتہ رائج ہو گیا۔ چونکہ اس لفظ کے معانی سے نفرت کی بو آتی ہے۔ اس لئے ہندوؤں کو اپنے آپ کو ہندو نہیں۔ آریہ لکھنا چاہئیے"

سوامی جی کے بعد آریہ سماج میں پنڈت لیکھرام کا درجہ ہے۔ اور وہ بھی اس سوال پر بالتفصیل اظہار خیال کر چکے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے لکھا ہے:

"یہاں تک اوریا کا بیڑا ہوا۔ کہ بجائے آریہ کے ہندو کہلوانے لگے۔ افسوس صد ہزار افسوس"

گویا ہندو کہلانا جہالت کا نتیجہ، اور قابلِ صد ہزار افسوس بات ہے۔

پھر لکھتے ہیں :۔

"ہماری قوم کا ہندو نام کسی سنسکرت پستک میں درج نہیں۔ ویدوں سے شاستروں بلکہ پورانوں سے لے کر ست نارائن کی کتھا تک بھی کہیں اس نام کا نشان نہیں ملتا۔ اس واسطے ہمارا نام ہندو نہیں"

"پس ہندوؤں کے بزرگوں کا جاری کیا ہوا یہ نام نہیں ہے۔ بلکہ غیر قوموں کا آریوں کے حق میں الزام و اتہام ہے"

"کسی مذہبی یا قومی رسوم کے ادا کرتے وقت ہندو لفظ مستعمل نہیں"

(کلیات آریہ مسافر صفحہ ۱۷۰-۱۶۹)

اب ایک طرف سوامی دیانند جی بانیٔ آریہ سماج اور آریہ سماج کے بہت بڑے مذہبی لیڈر پنڈت لیکھرام کے ان فیصلوں کو رکھئے۔ اور دوسری طرف اس فیصلہ کو دیکھئے۔ جو آج آریہ سماج کی سب سے بڑی سبھا نے آریہ سماجی لیڈروں کے مشورہ سے کیا ہے۔ تو صاف ظاہر ہے۔ کہ آریہ سماج نے یہ فیصلہ کر لیا ہے۔ کہ اپنے آپ کو اس نام سے ہی موسوم نہ کریں۔ جو سوامی دیانند جی نے تجویز کیا تھا۔ اس کے بعد آریہ سماج کا باقی کیا رہ گیا۔

قادیان دارالامان

از جناب مولوی ذوالفقار علی خان صاحب گوہر

حیف اس پر ہے کہ جائے قادیاں کو چھوڑ کر
فتنوں کے گھر میں رہے دارالاماں کو چھوڑ کر

اس حریم حسن جاں پرور میں تھوڑی سی جگہ
دے مجھے آیا ہوں میں کوئے بتاں کو چھوڑ کر

اے نگاہِ دلنواز اب دل ہی میں رہ جا مرے
جائے گی روتا ہوا کیا میزباں کو چھوڑ کر

احمدؑ آخر زماں ہے دینِ حق کا پہلواں
کون جائے اس نبی کے آستاں کو چھوڑ کر

احمدیت کا ہے اب ابنِ مسیحا پاسباں
رہ نہیں سکتا ہے ایماں پاسباں کو چھوڑ کر

اے خدا اے چارۂ دردِ دلِ بیچارگاں
تیری رحمت اور جائے نیم جاں کو چھوڑ کر

اے توانا اے قدیر اے بیکس و مسکیں نواز
دست کش ہونا نہ مجھ سے ناتواں کو چھوڑ کر

ذوق کو دِتّی کی گلیاں چھوڑنا تھیں ناگوار
ہم بھلا جائیں گے گوہرؔ قادیاں کو چھوڑ کر

مدینۃ المسیح

قادیان ۲۷ صلح ۱۳۲۰ ہش سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز مع حرم اول - حرم ثانی - صاحبزادی امۃ الرشید بیگم صاحبہ صاحبزادی امۃ العزیز بیگم صاحبہ اور بعض دیگر بچگان آج صبح لاہور تشریف لے گئے - مقامی امیر حضور نے حضرت مولوی شیر علی صاحب کو مقرر فرمایا -

ملک صلاح الدین صاحب ایم - اے پرائیویٹ سکرٹری - ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب اور خان میر صاحب افغان بھی حضور کے ہمراہ ہیں -

ساڑھے ۹ بجے رات بذریعہ فون دریافت کرنے پر معلوم ہوا - کہ حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ ۳ بجے کے قریب لاہو پہنچ گئے - شام کیوقت حضور کو حرارت ہو گئی - احباب حضور کی صحت کیلئے دعا فرمائیں

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت نزلہ کی وجہ سے ناساز ہے دعائے صحت کی جائے -

صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب چند روز سے بعارضہ بخار بیمار ہیں دعائے صحت کی جائے -

آج بعد نماز عشاء مسجد اقصےٰ میں مجلس خدام الاحمدیہ کے زیر اہتمام جلسہ ہوا جس میں ڈاکٹر عبد الرحمٰن صاحب آف موگا نے صفائی کے متعلق تقریر کی -

خدام الاحمدیہ کا سالانہ اجتماع

قادیان کی ارض حرم کے فیوض و برکات سے فائدہ اٹھانیکا ایک اور موقعہ

ابراہیم ثانی کی جماعت! ہمارے امام - ہمارے مسیح نے فرمایا ہے - کہ قادیان کی بار بار آمد ازدیاد ایمان اور تقوےٰ و طہارت کا موجب ہوتی ہے - پس قادیان میں افراد جماعت کے اجتماع کی ہر تقریب فیوض آسمانی اور الٰہی برکات اور رحمتوں کی بارش کا ایک موقعہ ہوتا ہے جس سے مستفیض ہونیکی خواہش ہر مومن کے دل میں پائی جانی چاہئے - چھ سات فروری کو خدام الاحمدیہ کا سالانہ اجتماع انہی مواقع میں سے ایک ہے - اے ابراہیمی پرندو! یاتینک سعیا کے مصداق بنو اور ثواب کے اس موقعہ سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھاؤ - وما توفیقنا الا باللہ

خاکسار مرزا ناصر احمد صدر مجلس خدام الاحمدیہ

توسیع اشاعت "الفضل" اور خدام الاحمدیہ کا فرض

سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے جن اہم مقاصد کے پیش نظر خدام الاحمدیہ کی تنظیم فرمائی - ان میں سے ایک ضروری حصہ اسلامی تعلیم کی ترویج و اشاعت بھی ہے - احمدیت تکمیل اشاعت ہدایت کے معہد کا پیغام ہے - اور اسلامی علوم اس ہدایت کا منبع - ان علوم کو پھیلانا ہمارا فرض ہے خدا تعالیٰ نے اس کیلئے ہمیں بیش بہا خزائن عطا کئے ہیں - حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے کرام کی کتب ربانی علوم سے پر ہیں - اور ہر غور و فکر کرنیوالا ان سے بقدر ہمت و استطاعت مستفید ہو سکتا ہے -

الفضل ہماری جماعت کا ایک ہی آرگن ہے جس میں ہم دنیائے حال کی مشکلات اور مسائل کے حل کیلئے سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے ایمان افروز خطبات کا مطالعہ کرتے ہیں - جماعت احمدیہ کی ترقی اور عروج کی رفتار اور مرکز احمدیت کے روزمرہ کے احوال کا علم حاصل کرتے ہیں علمائے کرام اور بزرگان سلسلہ کے علمی مضامین سے مستفید ہوتے ہیں - اس لئے ہر مخلص احمدی الفضل کو حرز جان بناتا ہے - حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے جلسہ سالانہ پر الفضل کی اہمیت بیان فرماتے ہوئے جماعت کی ذمہ داری واضح فرمائی تھی - اس سلسلہ میں بیشک ساری جماعت پر ہی توسیع اشاعت الفضل کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے - مگر سلسلہ کے نوجوان حضور کے ارشادات کے خاص طور پر مخاطب ہیں ہمارا فرض ہے کہ ہم حضور کے ارشادات کی تعمیل میں اپنی ذمہ داری کو صحیح طور پر سمجھیں اور الفضل کی اشاعت کی توسیع کیلئے کوشاں ہوں - بعض مجالس نے اس ضمن میں ۴

تحریک جدید کے متعلق ایک نہایت ضروری سوال کا جواب

تحریک جدید کے ایک سکرٹری مال لکھتے ہیں - بعض دوست جو اس سال برسر روزگار ہوئے ہیں - انہیں خیال ہے - کہ جو رقم بھی وہ چاہیں - خواہ پانچ روپیہ سے بھی کم ہو دے سکتے ہیں - اور جس سال سے چاہیں شروع کر سکتے ہیں -

اس کے جواب میں واضح ہو - کہ تحریک جدید میں پانچ روپیہ سے کم کی رقم نہیں لی جاتی جیسا کہ حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ نے فرمایا - اس تحریک میں غربا کو حصہ دلانے کے لئے میں اجازت دیتا ہوں - کہ پانچ پانچ روپیہ اس مد میں دے سکیں - وہ بھی حصہ لے سکتے ہیں - ہاں جو لوگ اس سے کم حیثیت رکھتے ہیں (یعنی پانچ روپیہ بھی نہیں دے سکتے) وہ نہ میرے مخاطب ہیں - اور نہ ان کے ثواب میں کمی آتی ہے - کیونکہ خدا تعالےٰ دلوں کو دیکھتا ہے" - پھر چوتھے سال میں بھی حضور نے فرمایا تھا - کہ کم از کم پانچ روپیہ دیئے جاویں - وہ جو پانچ نہیں دے سکتا - وہ کچھ بھی نہ دے - کیونکہ "پانچ سے کم کوئی رقم اس تحریک میں نہیں لی جاتی" پس اس بات کی وضاحت حضور کے الفاظ سے ہو چکی ہے - کہ تحریک جدید میں کم سے کم ایک سال کے لئے پانچ روپیہ لئے جا سکتے ہیں - اس سے کم نہیں - ہاں جو شخص باوجود پانچ سے زیادہ دینے کی طاقت اور توفیق کے پانچ ہی دیتا ہے - اسے سمجھ لینا چاہئے - کہ بے شک وہ تحریک جدید میں شامل ہے - مگر وہ اپنے ثواب میں کمی کر رہا ہے - کیونکہ وہ اپنی طاقت سے کم قربانی کر رہا ہے - اور مومن زیادہ ثواب کے لینے میں بہت حریص ہوتا ہے - اس لئے پانچ روپیہ سے زیادہ دے سکنے والوں کو اپنی توفیق کے مطابق قربانی کر کے ثواب حاصل کرنا چاہئے -

رہی یہ بات کہ جس سال سے چاہیں شروع کریں - بے شک جس سال سے چاہیں دیں مثلاً اگر کوئی شخص سال ہفتم سے چندہ دینا شروع کرتا ہے - مگر گذشتہ سالوں کے بارے میں کہتا ہے - کہ ان کا چندہ دینے کی توفیق نہیں - تو ایسا شخص ساتویں سال سے دے سکتا ہے - کیا عجب کہ اللہ تعالےٰ اس کی یہ نیکی قبول فرما کر گذشتہ سالوں کی ادائیگی کی بھی توفیق دیدے کیونکہ جس قدر کوئی اللہ تعالےٰ کی راہ میں قربانی کرتا ہے - اسی قدر اس کا اخلاص بھی ترقی کرتا ہے - اس جگہ اتنی اور وضاحت کر دینا مناسب ہے - کہ اگر کوئی شخص ساتویں سال شروع کرے - تو اسے چاہئے کہ وہ گذشتہ سالوں کا بھی ضرور ادا کرے - تا اس کا نام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پانچ ہزار سپاہیوں والی فوج کے رجسٹر میں لکھا جائے - کیونکہ اس فوج میں شامل ہونے والے حقیقی سپاہی وہی ہوں گے - جو اللہ تعالےٰ کے فضل سے متواتر دس سال قربانی کرتے رہے ہوں گے - ان ہی کے متعلق فیصلہ ہے - کہ دس سال کے بعد ان کے نام ایک کتاب میں شائع کر دیئے جاوینگے - اور ان کے نام مرکزی لائبریری کے ہال میں بھی کندہ کرائیے جاویں گے - تا آنے والی نسلوں کے لئے یادگار قائم رہے - اور وہ ان کے لئے دعائیں کرتی رہیں - پس ضروری ہے - کہ نہ صرف ساتویں سال سے شروع ہو - بلکہ گذشتہ سالوں کا بھی دیا جائے - ہاں یہ ضروری نہیں کہ گذشتہ سالوں کا چندہ ساتویں سال کے ساتھ ہی ادا کیا جائے بلکہ گذشتہ سالوں کے چندے کے ادا کرنے کے لئے ہر قسم کی سہولیت دفتر سے دی جا سکتی ہے - مثلاً اگر پانچ پانچ روپیہ فی سال کا وعدہ ہو - اور ا رفی سال اضافہ کیا جائے - تو دس سال کے ۱۲/ ۵۲ ہوتے ہیں - ایک روپیہ ماہوار قسط سے ادائیگی شروع کرنے پر دس سال کی میعاد ختم ہونے پر پورے ہو سکتے ہیں -

فنانشل سکرٹری تحریک جدید

درخواست ہائے دعا

(۱) میاں برکت علی صاحب و فضل محمد صاحب ساکنہ بھیلہ ریاست کپورتھلہ پر فوجداری مقدمہ دائر ہے - ان کی بریت کیلئے اور (۲) ماسٹر غلام محمد صاحب ہیڈ مدرس ہائی سکول قادیان کا لڑکا حمید اللہ بعارضہ تپ محرقہ بیمار ہے - اسکی صحت کیلئے دعا کی جائے (۳) محمد حسین صاحب ولد الف دین صاحب ... سیالکوٹ اپنے امتحان میں کامیابی کیلئے درخواست دعا کرتے ہیں -

۴ عمدہ کام کیا ہے - جو قابل تعریف ہے - امید ہے - کہ بقیہ مجالس اجتماعی طور پر اور اراکین انفرادی طور پر کوشش کر کے الفضل وسیع سے وسیع تر حلقہ میں پہنچانے کی کوشش کریں گی - خاکسار خلیل احمد ناصر جنرل سکرٹری مجلس خدام الاحمدیہ

صحابۂ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روایات

حافظ محمد ابراہیم صاحب امام مسجد دارالفضل نے بیان فرمایا۔ کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کسی شعر میں "سیاپا" کا لفظ استعمال کیا حضرت میر ناصر نواب صاحب نے عرض کیا۔ حضور! یہ لفظ اُردو میں استعمال نہیں ہوتا۔ فرمایا۔ میر صاحب! اُردو کے کیا معنے ہیں؟ میر صاحب نے عرض کیا۔ حضور مجھے معلوم نہیں فرمایا۔ اُردو کے معنے ہیں لشکر کے۔ اور لشکر میں ہر قسم کے آدمی ہوتے ہیں وُہ اُردو ہی کیا ہُوئی جس میں سیاپا کا لفظ بھی نہ سما سکے۔

خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ غالباً نثر میں سیاپا کا لفظ استعمال کرنے کا ذکر ہوگا کیونکہ جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے۔ کسی نظم میں سیاپا کا لفظ نہیں۔ اور نثر میں غالباً یہ لفظ حضور نے استعمال فرمایا ہے

بھائی عبدالرحیم صاحب سابق سردار جگت سنگھ صاحب نے بیان فرمایا۔ کہ ایک دفعہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ ہماری جماعت کو چاہیئے۔ کہ گائے کا دُودھ پیا کریں۔ گائے کا دُودھ ذہن کو تیز کرتا ہے۔ اس کے خلاف بھینس کا دُودھ ذہن کو کُند کرتا ہے ؛

چودھری بشارت علی صاحب سکنہ سٹروعہ ضلع ہوشیارپور نے خاکسار سے سٹروعہ میں بیان فرمایا۔ کہ جب میں فروری ۱۹۰۷ء میں بیعت کرنے کی غرض سے حاجی غلام احمد صاحب کے ساتھ قادیان گیا۔ تو شام کو ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ مسجد مبارک میں نماز پڑھی۔ دوسرے روز شام کی نماز کے بعد ہم نے بیعت کی درخواست کی۔ حضور نے قبول فرما کر ہماری بیعت لے لی بیعت کے بعد کچھ نصائح فرمائیں۔ خصوصاً شرک سے بچنے کے متعلق ہدایات فرمائیں۔ فرمایا۔ جیسے خاوند یہ پسند نہیں کرتا۔ کہ اس کی عورت اس کے ساتھ کسی اور کو شریک ٹھہرائے۔ ایسے ہی خدا بھی یہ پسند نہیں کرتا۔ کہ اس کی موجودگی میں کسی اور ہستی کو خدا بنا جائے ؛

چودھری عدالت خان صاحب ساکن سٹروعہ۔ جو گو صحابی نہیں۔ کیونکہ انہوں نے ۱۹۲۶ء میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ پر بیعت کی مگر بچپن سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اخلاص رکھتے تھے۔ انہوں نے بیان کیا۔ کہ چودھری غلام قادر صاحب مرحوم یہاں سٹروعہ میں اکثر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذکر کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ انہوں نے بیان کیا۔ کہ چودھری غلام احمد خان صاحب کاٹھ گڑھ والوں کے ساتھ میری دوستی تھی۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبول نہ کرتے۔ تو یقیناً عیسائی ہو جاتے۔ ایک دفعہ وُہ پادری رجب علی صاحب سے ملنے کے لئے امرتسر گئے۔ میں بھی ساتھ تھا ہم دونوں پادری صاحب کے ہاں ٹھہرے۔ انہوں نے ذکر کیا۔ کہ قادیان میں ایک شخص مرزا غلام احمد ہیں۔ انہوں نے آج کل اپنی ایک کتاب میرے پریس میں چھپوانے کے لئے بھیجی ہے۔ وُہ بڑی عجیب کتاب ہے ایسی کتاب کسی نے نہیں لکھی ہوگی۔ اور نہ کوئی لکھ سکے گا۔ دوسرے روز ہم سیر کو نکلے اتفاقاً آگے سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لا رہے تھے۔ پادری صاحب نے چودھری غلام احمد صاحب سے کہا۔ کہ وُہ شخص جو سامنے آ رہا ہے۔ اسے غور سے دیکھ لو۔ چنانچہ ہم نے دیکھا۔ اتنے میں حضرت صاحب نزدیک آ گئے۔ پھر پادری صاحب نے ہم دونوں کا حضرت اقدس سے تعارف کرایا۔ حضور نے ہمیں فرمایا۔ کہ آپ کبھی قادیان ضرور تشریف لائیں ؛

جناب چودھری چھجو خان صاحب امیر جماعت احمدیہ سٹروعہ۔ جنہوں نے حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر ۱۹۰۸ء میں بیعت کی۔ نے بیان کیا۔ کہ چودھری غلام قادر صاحب مرحوم نے خاکسار سے بیان کیا۔ کہ جب ہم ۱۹۰۳ء میں قادیان گئے۔ تو ایک دن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سیر کے لئے نکلے۔ اور مہمان خانہ کے پاس سے جو گلی پُرانے اڈہ خانہ کی طرف جاتی ہے۔ اُدھر چل پڑے۔ ہم بھی ساتھ تھے۔ ہم گلی میں ہی تھے۔ کہ ایک عورت نے دوسری عورت کو مخاطب کرکے کہا۔ تم جانتی ہو۔ یہ مرزا غلام مرتضیٰ کا لڑکا ہے۔ جو پہلے کہا کرتا تھا۔ کہ میرے پاس بڑی دُور دُور سے مخلوقات آیا کرے گی۔ اب دیکھ لو۔ کس قدر لوگ آتے ہیں۔ یہ اس طرح پھر رہا ہے۔ جیسے جنج میں لاڑا۔ یعنی برات میں دُولہا۔ میں نے بڑی دلچسپی سے اس کی باتوں کو سُنا۔ اور اس میں بڑا لطف محسوس کیا ؛

میاں مہر اللہ صاحب محلہ دارالرحمت نے بیان کیا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک دفعہ سیر کے لئے نکلے۔ جب مسجد اقصیٰ کے کوئیں کے پاس پہونچے۔ تو ایک شخص آگے بڑھا۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاؤں میں گر پڑا۔ حضور علیہ السلام جلدی سے پیچھے ہٹ گئے۔ اور پہلو بچا کر آگے نکل گئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے اصحاب نے اس شخص کو اُٹھا کر سمجھایا۔ کہ حضور ایسا کرنا پسند نہیں فرماتے ؛

میاں مہر اللہ صاحب نے بیان کیا۔ کہ جب کمشنر صاحب قادیان آئے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کے ماتحت باہر سے دوست کمشنر صاحب کی پیشوائی کے لئے بلوائے گئے۔ میں بھی یہاں موجود تھا۔ دارالفتوح کے بوہڑ کے پاس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کھڑے ہو گئے۔ اور سارے احباب کی لمبی قطار بنائی گئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مولوی محمد علی صاحب سے فرمایا۔ کہ کمشنر صاحب کے ساتھ سارے احباب کی ملاقات کرا دیں۔ چنانچہ کمشنر صاحب کے ساتھ مولوی صاحب نے سب احباب کا تعارف کرایا۔ اور سکول اور بورڈنگ کے متعلق بھی ان سے باتیں کرتے رہے۔ سڑکوں وغیرہ کے نشانات لگ چکے تھے۔ جب یہ تمام باتیں ان سے کی گئیں۔ تو وُہ بڑے خوش ہُوئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مولوی محمد علی صاحب کو چند الفاظ بتلا کر فرمایا۔ کہ ان الفاظ میں "آپ صاحب" کا شکریہ ادا کریں۔ چنانچہ مولوی صاحب نے حضور علیہ السلام کے ارشاد کی تعمیل کی حضور نے اس موقعہ پر فرمایا۔ کہ اس جگہ بڑی عالی شان عمارتیں بنیں گی۔ اور بہت رونق ہو جائے گی۔ یہ باتیں میں نے اپنے کانوں سے سُنی تھیں۔ جنہیں اب پُورا ہوتے دیکھ کر ایمان بڑھتا ہے ؛

میاں مہر اللہ صاحب نے بیان کیا۔ کہ میں اس زمانہ میں شہر کے بورڈنگ ہوس میں سانچے بنانے کا کام کیا کرتا تھا۔ اور کام سیکھ رہا تھا۔ جب کبھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس راستہ سے کہیں تشریف لے جاتے۔ تو میں کھڑا ہو کر اس حالت میں مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھاتا۔ حضور مجھے آتا دیکھ کر ٹھہر جاتے میں مصافحہ کے بعد دُعا کی درخواست کرتا۔ اور حضور فرماتے۔ اچھا دُعا کروں گا ؛

میاں مہر اللہ صاحب نے بیان کیا۔ کہ ایک دفعہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی معیت میں بٹالہ جا رہے تھے۔ رستہ میں نہر کے پُل کے پاس نماز پڑھنی تھی۔ حضور علیہ السلام ذرا پیچھے تھے ہم میں سے بعض احباب نے وضو کرکے سنتیں پڑھ لیں۔ جب حضور تشریف لائے۔ تو فرمایا۔ جب نمازیں جمع کرنی ہوں۔ تو سنتیں نہیں پڑھنی چاہئیں ؛

ملک گل محمد صاحب محلہ دارالعلوم نے بیان کیا۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے زمانہ کی بات ہے کہ میں جلسہ سالانہ پر قادیان آیا۔ میں اور رسالدار خداداد خاں صاحب مرحوم سیر کے لئے نکلے۔ جب ہائی سکول کے بورڈنگ کے پاس پہونچے۔ تو رسالدار صاحب نے بیان کیا۔ کہ ایک موقعہ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس مقام پر آئے۔ یہاں ایک روڑی سی پڑی تھی۔ حضور نے اس بورڈنگ اور سکول کی سمت دیکھ کر فرمایا۔ یہاں بلند مناروں والی بڑی بڑی عمارتیں بنیں گی۔ اور یہ جگہ مرجع خلائق ہو جائیگی۔

دوسری روایت ملک صاحب نے یہ بیان کی کہ رسالدار صاحب نے بیان کیا۔ کہ ایک دفعہ ہم حضور علیہ السلام کے ساتھ احمدیہ چوک میں سے باہر کی طرف جا رہے تھے۔ کہ آگے سے حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب سکول سے واپس آ رہے تھے ایک آدمی نے بستہ اُٹھایا ہُوا تھا۔ صاحبزادہ صاحب

خلافت کے نہ رہنے سے مسلمانوں کو کیا نقصان پہونچا؟

از جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر امور عامہ

(۴)

اعتقاد اور اعمال کی خرابی

یہ سلسلہ دو شقوں میں تقسیم ہوتا ہے۔ ایک شق اعتقادی بدعت کی اور دوسری شق بدعملی کی۔ اور ان دونوں شقوں کے سلسلہ کی ابتداء و انتہا یہی مسئلہ خلافت ہے۔ اس اساسی دستور خلافت میں فتنہ پردازوں نے رخنہ ڈالا۔ اور اس ضابطہ کی بے حرمتی کرکے اپنے عقائد کو بھی بگاڑا۔ اور اپنے اخلاق کو بھی عقائد و اعمال کے بگاڑ کو ایک طرف خارجیوں کے فرقوں کے عقائد و اعمال میں ملاحظہ کیجئے۔ اور دوسری طرف شیعانِ علی رضؓ کے فرقوں کے عقائد و اعمال میں یہ فرقے ایک نہیں دو نہیں بیسیوں کی تعداد میں پیدا ہو گئے۔ مسئلہ خلافت سے متعلقہ اسلامی نظریہ میں تھوڑی تھوڑی تبدیلی کے ساتھ ساتھ نئے سے نیا فرقہ پیدا ہوتا چلا گیا اور ان مختلف نظریوں کے وجود میں آنے کے ساتھ ان فرقوں کے اخلاق و اعمال بھی متاثر ہوتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ تقدیر کا وہ نوشتہ پورا ہوا۔ جس کے متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بایں الفاظ پیشگوئی فرمائی تھی۔ لیاتینَّ علیٰ امتی کما اتی علی بنی اسرائیل حذو النعل بالنعل حتّٰی ان کان منھم من اتی امّہ علانیۃ لکانَ فی امتی من یصنع ذالک وانّ بنی اسرائیل تفرّقت ثنتین و سبعین ملۃ وستفرق امتی علیٰ ثلاثٍ وسبعینَ۔ ثنتان و سبعون فی النارِ وَوَاحِدَۃ فی الجنۃ وھی الجماعۃ (مسند احمد بن حنبل)

یعنی تم ہو بہو پہلوں کی سی چالیں چلوگے یہانتک کہ کسی نے اگر ماں سے بدکاری کی ہوگی تو تم میں بھی ایسے لوگ ہونگے اور بنی اسرائیل تو ۷۲ فرقوں میں منقسم ہوئے مگر تم ایک قدم آگے بڑھو گے اور ۷۳ فرقوں میں بکھر جاؤ گے۔ یہ سبھی فرقے آگ میں ہوں گے۔ مگر ایک جنت میں ہوگا اور وہ جماعت ہوگی۔ تقدیر کا یہ نوشتہ پورا ہوا۔ اور اگر آپ اس کے پورا ہونے کی ذرا کیفیت سنیں تو یہ معلوم کرکے آپ کو غایت درجہ تعجب ہوگا۔ کہ اس کا ابتدا بھی نظام خلافت کی بے حرمتی سے ہوتا ہے۔ اور اس کا انتہا بھی وہیں ختم ہوتا ہے۔

خارجیوں کا عقیدہ کے خلاف عمل

خارجیوں نے حضرت علی رضؓ کے خاندانی وراثت کے انتخاب۔ واقعہ جنگ صفین۔ اور واقعہ تحکیم۔ یعنی فیصلہ بذریعہ ثالثی کے تلخ تجربوں کے بعد خلافت اسلامیہ کے دستور کی تعریف یہ کی کہ خلافت مسلمانوں کا آزادانہ انتخاب ہے جس کے لئے ضروری نہیں کہ خلیفہ قریشی ہو۔ خلیفہ قریشی بھی ہو سکتا ہے۔ اور غیر قریشی بھی۔ حتےٰ کہ بقول آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایک حبشی غلام بھی خلیفہ ہو سکتا ہے۔ اور یہ کہ جب یہ آزادانہ انتخاب ہوجائے تو وہ مسلمانوں کا سردار اور رہنما ہے۔ اور مسلمانوں کا فرض ہے۔ کہ اس کے احکام کی فرمانبرداری کریں۔ اور خلیفہ کیلئے جائز نہیں کہ وہ خلافت سے دستبردار ہو۔ خارجیوں کی یہ تعریف فی ذاتہٖ نہایت معقول ہے۔ قرآن مجید اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و احکام کے عین مطابق ہے۔ مگر ہوا کیا ہے۔ پہلا ہی قدم ان کا خلیفہ وقت حضرت علی رضؓ کے احکام کی مخالفت میں اٹھا۔ اور وہ اس زریں اصل خلافت پر قائم نہ رہے۔ بلکہ اپنی اس عصیان اور نافرمانی کی پاداشس میں وہ آپسمیں بھی پھٹتے چلے گئے یہاں تک کہ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ آج ان کے بیسؔ فرقے گنے جاتے ہیں۔ اور ان فرقوں میں سے نافع بن ازروق کا مشہور فرقہ بھی ہے۔ جو اس کے نام سے ازرقی کہلاتا ہے جس نے حضرت علی رضؓ اور باقی مسلمانوں کو کافر ٹھہرایا اور ان کے ساتھ ہر قسم کے تعلقات کو شرعاً ناجائز گردانا۔ بلکہ ان کے ملکوں کو کفرگاہ قرار دیکر ان سے جنگ کرنا ضروری سمجھا۔ اور یہانتک ضروری سمجھا کہ نہ صرف غیر خارجی مسلم کو قتل کیا جائے۔ بلکہ انکے بیوی بچوں تک کو بھی زندہ نہ چھوڑا جائے۔ انہوں نے شریعت کے احکام میں یہانتک تصرف کیا کہ زنا جیسے سنگین جرم کی سزا بھی منسوخ کردی۔ ان خوارج میں سے ایک فرقہ بھیسیۃ بھی ہے۔ جو بھیس بن جابر کی طرف منسوب ہے۔ اور جس نے بداعمالی کی کثرت کو دیکھ کر یہ عقیدہ بنا لیا کہ ایمان صرف قلبی معرفت کا نام ہے۔ اس کے لئے اعمال صالحہ کی کوئی ضرورت نہیں۔

غرض ملاحظہ کیجئے کہ ان کی ابتدا کہاں سے ہوئی اور انتہا کہاں پہنچی۔ یہ سارا ماجرا تاریخ اسلامی میں محض اس لئے وقوع پذیر ہوا کہ نظامِ خلافت کی بے حرمتی اور اس کی حکم عدولی کو جائز سمجھا گیا۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ وہ اپنے عقائد اور اپنے اعمال میں ہر قسم کی افراط کی طرف نکل گئے۔ یہاں تک کہ ان خارجیوں میں سے جو سب سے زیادہ نمازیں پڑھتے اور روزے رکھنے والے تھے وہی سب سے زیادہ سفاک و ظالم بے لگام تھے۔ ان کے ظاہری زہد و ورع اور سجدوں میں ان کی جبیں فرسائی تک نے بھی انکے اعمال و اخلاق کے لئے کوئی قابل اعتماد ضابطہ پیدا نہ کیا۔ یہ کیوں ہوا۔ اس لئے کہ خلافت کے تقدس کو انہوں نے پامال کیا۔ اور وہ اپنے عقائد و اعمال کی گندگیوں میں یہانتک ملوث اور پامال ہوئے کہ انہیں دیکھ کر آخر ایک فرقہ معتزلہ اور مرجیہ پیدا ہوا۔ جس نے کہا کہ ہم ان سب لوگوں سے الگ تھلک ہونا چاہتے ہیں۔ جو حضرت عثمان رضؓ اور حضرت علی رضؓ کو کافر قرار دیتے ہیں۔ مگر یہ معتزلہ بھی کوئی قدریہ ہو گئے اور کوئی جبریہ اور آخر انہوں نے صفات الٰہیہ اور قرآن مجید کے کلام اللہ ہونے سے بھی انکار کر دیا۔

بہ بین تفاوت راہ از کجاست تا کجا

اس فرق کو ملاحظہ کیجئے کہ بات کہاں سے شروع ہوئی اور کہانتک پہونچی۔ دراصل جب انسان حدود ضابطہ و نظام سے باہر نکلتا ہے۔ تو پھر اس کے پاؤں کے ٹھیرنے کیلئے کہیں جگہ نہیں رہتی۔ مجھے غیر مبائعین کا رسالہ ینگ اسلام پڑھنے کا اتفاق ہوتا ہے میں نے اس میں شیخ مصری کے حواریوں کے قلم سے جماعت احمدیہ کے اختلافات کے متعلق ایک نئی فہرست پڑھی اور وہ یہ تھی کہ اول مسئلہ تکفیر۔ دوم مسئلہ نبوت۔ سوم مسئلہ خلافت چہارم مسئلہ ذریت موعودہ اور یہ تقسیم پڑھکر میں نے دل میں کہا۔ کہ خیر ہو۔ ابھی ابتداء ہوئی ہے۔ اور نہ معلوم اسکی انتہا کہاں تک پہونچے

اَوَلَمْ یَھْدِ لِلَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ اَھْلِھَا۔ اَنْ لَّوْ نَشَآءُ اَصَبْنٰھُمْ بِذُنُوْبِھِمْ وَنَطْبَعُ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ فَھُمْ لَا یَسْمَعُوْنَ۔ تِلْکَ الْقُرٰی نَقُصُّ عَلَیْکَ مِنْ اَنْۢبَآئِھَا۔ وَلَقَدْ جَآءَتْھُمْ رُسُلُھُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَمَا کَانُوْا لِیُؤْمِنُوْا بِمَا کَذَّبُوْا مِنْ قَبْلُ۔ کَذٰلِکَ یَطْبَعُ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِ الْکٰفِرِیْنَ۔ وَمَا وَجَدْنَا لِاَکْثَرِھِمْ مِّنْ عَھْدٍ وَاِنْ وَّجَدْنَآ اَکْثَرَھُمْ لَفٰسِقِیْنَ (اعراف) ارض حجاز کی بستیوں کا قصہ میں آپ کو سنا رہا ہوں تاکہ آپ کو بدعہدوں کا انجام دکھلایا جائے۔ کہ کس طرح انہوں نے اسلام کے قائم کردہ نظام خلافت کی بے حرمتی کی۔ اور وہ کیا سے کیا ہو گئے۔

افراط کی طرف جانے والوں کا انجام

خارجیوں کا واقعہ تو آپ کو اسلامی تاریخ کا وہ پہلو دکھلاتا ہے۔ جس کا تعلق افراط سے ہے۔ حدود خلافت سے نکلے اور اختیارات خلافت کے لئے اپنے تئیں حکم قرار دیا۔ اور آخر نتیجہ یہ ہوا۔ کہ خدا تعالےٰ پر بھی حکم بن بیٹھے اور اس کو بھی اس کی صفات و اختیارات سے جواب دے دیا۔ اور اس کے بالمقابل اپنے نفس کے لئے یہ قرار دیا کہ اس کی نجات کے لئے کوئی ضابطہ عمل ضروری نہیں۔ اور عملاً ایسا ہی ثابت کیا۔ اس بے ضابطگی کے طفیل ان کی دنیا میں کوئی جمیعت دیر تک قائم نہ ہو سکی۔ اور نہ ان کی کوئی معین سیاست چلی۔ اگر کوئی طاقت اور جمیعت قائم ہوئی تو صرف آگ کے بھاڑ میں جھونکنے کے لئے۔ قتل و غارت۔ جنگ و قتال سے اپنے آپ کو بھی تباہ کیا اور دوسروں کو بھی تا خدا تعالےٰ کے نبی کا فرمودہ پورا ہو۔ کُلُّھُمْ فی النار۔ انہوں نے بہادریوں اور جان نثاریوں کے حیرت انگیز جوہر دکھلائے مگر باوجود اس کے اس کا نتیجہ یہی نکلا کہ جس طرح آگ دوسرے کو کھاتی۔ اور خاکستر کے ڈھیر لگاتی جاتی ہے۔ یہی حال ان کی بہادریوں کا بھی ہوا۔ یہاں تک کہ کچھ بھی نہ رہے۔

بنی امیہ کی نام نہاد خلافت جو درحقیقت موروثی ملوکیت ہی تھی۔ اس کا مقابلہ بھی وہ اپنی اس اصولی بے ضابطگی کی وجہ سے نہ کر سکے۔ آخر میدان سیاست سے مایوس ہو کر فلسفیانہ ابحاث کی رو میں بہ گئے۔ اور پھر سرے سے ہی اسلام کو خیرباد کہہ دیا۔

تفریط کی طرف جانے والوں کا انجام

خارجیوں کے پہلو بہ پہلو شیعوں کا ایک گروہ پیدا ہوا۔ جو تفریط کی جانب نکلا۔ اور اس نے خلافت اسلامیہ کے متعلق یہ نظریہ قائم کیا۔ کہ وہ خاندان نبوت میں ہی محدود تھی۔ ابتداء اس کی بظاہر بے شر سی معلوم ہوتی ہے۔ مگر انجام اس کا بہت ہی بُرا نکلا۔ اس خلافت کے متعلق جس کے بارے میں بُرا نکلا۔ اس خلافت کے متعلق جس کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ نَحْنُ الْاَنْبِیَاءُ لَا نَرِثُ وَلَا نُوْرَثُ۔ ہم انبیاء نبوت کو نہ ورثہ میں لیتے ہیں۔ اور نہ اسے بطور ورثہ کسی کو دیتے ہیں۔ اس پر حکمت کلام کے ساتھ اس قسم کی تاویلوں اور توجیہوں سے کھیلنا شروع کیا۔ کہ بے شک نبوت کی جانشینی مال و متاعِ موروثی کی طرح نہیں بلکہ وہ ایک دینی اور روحانی شئے ہے لیکن اگر افرادِ امت میں سے کسی شخص میں ذاتی فضیلتیں بھی ہوں۔ اور قرابتِ رسول اللہ کی فضیلت بھی اس میں ہو۔ تو وہ اس روحانی جانشینی کا سب سے زیادہ حق دار ہے۔ اس معصوم نظریّہ کے ساتھ دوسرا قدم یہ اٹھا۔ کہ حضرت علیؓ اپنی خوبیوں کے علاوہ فضیلت قرابت بھی رکھتے ہیں۔ اس لئے وہ خلافت کے زیادہ حقدار ہیں۔ اور اس کے بعد تیسرا قدم یہ کہ ہر نبی کا کوئی نہ کوئی وصی ہونا چاہیئے کیونکہ نبی کی روحانی خلافت مفاد امت کیلئے ایک اہم رکن ہے۔ اور یہ معقول نہیں معلوم ہوتا کہ اتنے بڑے اہم رکن کو نبی یونہی نظرانداز کر کے اپنی امت کو قضاؤ قدر اور افراد کی چھینا جھپٹی کے حوالہ کر دے۔ پس ضروری ہے کہ اس نے اپنی جانشینی کے بارے میں کسی شخص سے متعلق وصیت کی ہو۔ چوتھا قدم یہ اٹھا۔ کہ ایسا شخص افراد امت میں حضرت علیؓ ہی تھے۔ اور پھر یہاں سے چھوٹی موٹی روایتیں بھی مل گئیں۔ اور اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہم کو فاسق۔ ظالم۔ اور غاصب قرار دے کر تبرّا بازی شروع ہو گئی۔ اور خلافت کے مرکزی نقطۂ نظر سے شیعان حبّ علیؓ کے ایسے قدم اکھڑے کہ پھر انکے لئے کوئی جگہ باقی نہ رہی جہاں وہ ٹھہر سکتے۔ اور اسطرح بیسیوں فرقے ان کے بھی ہو گئے۔ یہانتک کہ وہ حضرت علی و عباس رضی اللہ عنہما کی محبت میں کچھ ایسے وارفتہ ہوئے کہ ان میں وہ بھی ہیں جو حضرت علیؓ کی الوہیت کے قائل ہیں۔ خارجیوں نے اللہ تعالیٰ کو صفات الٰہیہ سے الگ کیا تھا۔ مگر شیعہ صاحبان نے یہ صفات انسانوں کو دیدئیے۔ حبّ علیؓ کی اس وارفتگی اور دیوانگی میں جیسے ان کے عقائد بگڑے۔ اخلاق بھی بگڑے اور تقیہ و متعہ جیسے امور کو رواج دے کر اسلام اور مسلمانوں کے ننگ و ناموس کو تباہ و برباد کر ڈالا۔ غرض ان کا خفیف سا اختلاف اپنی انتہا کو پہنچا جب علیؓ نے بغض و عداوت مسلمین کی وہ آگ بھڑکائی۔ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمودہ کُلُّھُمْ فِی النَّارِ ان کے متعلق بھی اسی طرح پورا ہوا جسطرح خوارج کے حق میں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمودہ کے یہ معنی ہیں کہ جب تک مسلمان تفرقوں میں رہیں گے جنگ و جدل کی آگ ان کو کھاتی رہے گی۔ اور اس سے نجات کی کوئی صورت نہیں۔ مگر یہ کہ وہ جماعت بن کر رہیں۔ اور جماعت نہیں قائم ہو سکتی جب تک ایک امام مطاع تسلیم نہ کر لیا جائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمودہ ایسا نہیں۔ جو امت اسلامیہ کے تفرقوں کے بعد بھی واضح نہ ہُوا ہو۔ سوال یہ تھا کہ خلافت کو چھوڑ کر مسلمانوں کو کیا نقصان ہُوا اس کا جواب مل گیا۔

دو قسم کی طوری تجلیاں

ابتدائے تقریر میں خلافت کی میں نے دو شقیں بتلائی ہیں۔ ایک شق امامت کی باعتبار روحانی جانشینی کے اور دوسری شق امارت کی باعتبار دنیاوی سیاست کے۔ خلیفۂ وقت امام المسلمین ہے اس اعتبار سے کہ وہ ان کا دینی امور میں رہنما ہے اور وہ امیرالمومنین ہے اس اعتبار سے کہ انکی سیاست کی باگ ڈور اس کے ہاتھ میں ہے۔ اور میں نے یہ بھی بتلایا ہے کہ ان دونوں شقوں میں خلافت کا اصل الاصول اسلام نے یہ قرار دیا ہے۔ کہ وہ انتخابی ہے موروثی نہیں۔ اور یہ کہ سمعاً و طاعةً نظام خلافت کے قیام و بقا کے لئے ازبس ضروری ہے۔ تاریخ اسلام میں تیس سال مسلمانوں نے خلافت کے ان دو رکنوں کو مضبوطی سے پکڑا۔ اور وہ جیسا کہ قرآن مجید فرماتا ہے۔ اس کے طفیل ایک آہنی دیوار بن گئے۔ جس نے تمام مخالف طاقتوں کا مقابلہ کر کے انہیں پاش پاش کر دیا۔ گویا یہ دو رکن برقی رو کی دو منفی و مثبت تاریں تھیں۔ جو نفوس بشری میں جمع ہو کر حضرت موسیٰ کی سی ایسی طوری تجلّی دکھلائی کہ بڑے بڑے پہاڑ تودۂ ریگ بن کر رہ گئے۔ اس نظّارہ کے بعد تاریخ اسلامی میں دس سال کا ایک ایسا زمانہ آتا ہے۔ جس میں یہ دو رکن اپنے اصلی مرکز سے سرکائے گئے۔ شیعوں نے امامت کو امت کی شئے قرار نہ دیا۔ بلکہ اسے موروثی شئے سمجھ کر ایک معیّن خاندان میں اس کو محدود کر دیا۔ اُور خارجیوں نے اطاعتِ امیر کو ضروری نہ سمجھا اور افراد کو یہ حق دیا کہ وہ اپنے امام و امیر پر حکم ہو سکتے ہیں۔ اور یہ کہ افراد کو جیسا اس کے نصب کرنے کا اختیار ہے اس کو معزول کرنے کا اختیار بھی ان کو حاصل ہے۔ خلافت کے ان دو نظریوں کا تجربہ یکے بعد دیگرے کیا گیا اور اس تجربہ کا نتیجہ یہ نکلا کہ الٰہی غضب کے صاعقہ نے خود اُسی آہنی دیوار کو پاش پاش کر دیا جس کے ذریعہ سے پہاڑوں کو اڑا کر اللہ تعالےٰ نے خلافت کے تیس سالہ عرصہ میں ایک ایمان افروز طوری تجلّی کو نمایاں کیا تھا۔ اور حقیقت یہ ہے۔ کہ یہ آخری دس سالہ تجربہ بھی ایک دوسری قسم کی طُوری تجلّی ہی تھی۔ جو مسلمانوں میں احکام الٰہی کی قدر و قیمت نمایاں کرنے کے لئے ظاہر ہوئی۔ اور اس میں مسلمانوں کو عین وعدہ کے مطابق سَاُرِیْکُمْ دَارَ الْفَاسِقِیْنَ۔ بدعہدوں کا آنگن دکھلایا۔ کہ اس میں کیا کھلبلی اور چھینا جھپٹی فتنہ و فساد اور کشت و خون کا مہیب منظر قائم ہے۔ اَوَلَمْ یَھْدِ لِلَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْاَرْضَ مِنْ بَعْدِ اَھْلِھَآ اَنْ لَّوْ نَشَآءُ اَصَبْنٰھُمْ بِذُنُوْبِھِمْ وَنَطْبَعُ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ فَھُمْ لَا یَسْمَعُوْنَ تِلْکَ الْقُرٰی نَقُصُّ عَلَیْکَ مِنْ اَنْۢبَآئِھَا وَلَقَدْ جَآءَتْھُمْ رُسُلُھُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَمَا کَانُوْا لِیُؤْمِنُوْا بِمَا کَذَّبُوْا مِنْ قَبْلُ کَذٰلِکَ یَطْبَعُ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِ الْکٰفِرِیْنَ وَمَا وَجَدْنَا لِاَکْثَرِھِمْ مِّنْ عَھْدٍ وَاِنْ وَّجَدْنَآ اَکْثَرَھُمْ لَفٰسِقِیْنَ ہم نے سرزمین عرب کی بستیوں کی خبریں تمہیں سنائی ہیں۔ کیا ان میں وہ درسِ عبرت نہیں ہے۔ جو سیدھے راستہ کی طرف رہنمائی کرنے والی ہو۔ سرزمینِ عرب کے طول و عرض میں جتنے خونریز ہنگامے برپا ہوئے ہیں۔ وہ تقریباً سب کے سب اس لئے ہوئے۔ کہ خلافت اسلامیہ کے دونوں رکنوں کو کسی نہ کسی طرح صدمہ پہنچایا گیا۔ بنی اُمیّہ کا دورِ خلافت چلا تو انہوں نے خلافت سے اس کا لباس نیابت و انتخاب اتار کر اُسے ننگ دھڑنگ ملوکیت میں تبدیل کر دیا۔ اور اس سے جو کشت و خون ہوئے وہ معلوم ہیں۔ حضرت حسینؓ اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی طرف سے جو لڑائیاں لڑی گئیں۔ وہ اسی لئے تھیں کہ یزید کا تقرر غیر اسلامی تھا۔ کیونکہ یہ تقرّر بغیر مسلمانوں کے آزادانہ مشورہ کے عمل میں لایا گیا تھا۔ خلافتِ عباسیہ کا دور چلا تو انہوں نے بھی اَلْاَئِمَّةُ مِنْ قُرَیْشٍ اور لَا وِلَایَةَ اِلَّا لِبَنِی الْعَبَّاسِ کی ایک ایسی رٹ لگائی۔ کہ آخر حالت یہ ہوئی۔ کہ ڈھونڈنے سے بھی حضرت عباسؓ کی نسل کا کوئی ایسا شخص نہ ملتا تھا جسے خلافت کا چوغہ پہنایا جاتا۔ بیبرس سلطانِ مملوک چہارم نے جب دیکھا۔ کہ تاتاریوں نے بغداد کو تباہ کر کے عباسی خلفاء کا نام و نشان مٹا دیا۔ اور یہ کہ اب اپنی حکومت کے جواز کے لئے اجازت نامہ و فرمان کسی عباسی خلیفہ سے میسّر آنا ناممکن ہے۔ تو جستجو اور تلاش کے بعد اسے آخری عباسی خلیفہ کے چچا کی موجودگی کا علم ہُوا۔ تو اُسے قاہرہ بلایا گیا۔ اور علماء سے اُس کے نسب نامہ کی تحقیق کرائی گئی۔ اور آخر قاضی القضاۃ نے قریشی عباسی نسب نامہ کی صحت کے متعلق فیصلہ دیا۔ جس پر قاضی القضاۃ نے اس کے سامنے خود بھی حلفِ وفاداری اٹھایا۔ اور دیگر ارکانِ سلطنت سے بھی وفاداری کی قسم لے کر اسے قاہرہ میں مستنصر کے نام سے مسندِ خلافت پر بٹھایا۔ اور پھر اس سے بیبرس نے فرمان امارت حاصل کیا اور تب جا کر کہیں اس سلطان مملوک کو اطمینان ہوا۔ کہ اب اس کی حکومت جواز کی صورت رکھتی ہے۔

الائمۃ من قریش کی صحیح تشریح

یہ راسخ عقیدہ کہ قریش سے اور بنی عباس سے خلیفہ کا ہونا ضروری ہے

اس غلط تشریح کا نتیجہ ہے جو الائمۃ من قریش کی روایت کے متعلق اختیار کی گئی ہے۔ علامہ ابن خلدون نے اس پر معقول جرح کر کے اس امر کو واضح کیا ہے کہ حضرت ابوبکر رضؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد یہ فرمایا کہ امام قریش سے ہوں ان کی مراد صرف اس قدر تھی کہ قریش کا قبیلہ تمام عربی قبائل میں مکرم و محترم ہے اور یہ قبائل سوائے قریش کے کسی اور قبیلہ کی ریاست تسلیم کرنے کے لئے تیار نہ ہونگے قریش کو یہ خصوصیت صرف اسی لئے ہی حاصل نہ تھی کہ وہ ایک لمبے عرصہ تک بیت اللہ کے خادم رہ چکے تھے اور حج کے تمام فرائض کی ادائیگی کا کام صرف قریش کے خاندان میں ہی محصور تھا۔ بلکہ اس لئے بھی انہیں دیگر قبائل سے امتیاز تھا کہ بوجہ تاجر پیشہ قوم ہونے کے بیرونی ممالک سے بھی ان کے تعلقات تھے اور سیاست دنیا کا ان کو تجربہ تھا۔ اس لئے حضرت ابوبکر رضؓ نے فرمایا کہ مدینہ کے قبائل خزرج و اوس وغیرہ میں سے اگر امام ہوگا تو دیگر قبائل بوجہ دیرینہ رقابت کے اسے قبول نہ کریں گے۔ برخلاف قریش کے جن کا سکہ تمام قبائل پر بیٹھا ہوا ہے علامہ ابن خلدون رح نے الائمۃ من قریش کی یہ تشریح کرتے ہوئے خلافت کے متعلق اسلامی نقطہ نظر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید کے الفاظ میں یوں واضح کیا ہے۔ لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلٰى عَجَمِيٍّ۔ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ۔ عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت نہیں۔ تقویٰ اللہ سے سب امتیاز پیدا ہوتے ہیں اور یہ کہ آپ نے فرمایا۔ اَطِيْعُوْا وَلَوْ اُمِّرَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ اَسْوَدُ اَفْطَسُ۔ فرمانبرداری کرو۔ خواہ کوئی حبشی غلام ہی کیوں نہ تمہارا امیر بنا یا جائے اور عملاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہ بن زید کو سپہ سالار بنا کر حضرت ابوبکر رضؓ اور حضرت عمر رضؓ جیسے صحابہ کبار کو ان کی رکاب میں بھیجا۔ غرض اسلامی خلافت کا دستور العمل جو اساس قائم کیا گیا تھا۔ اس میں کسی نسلی یا قومی امتیاز کی خصوصیت نہ تھی اور وہ دستور خلافت اس بات کا کفیل تھا۔ کہ لائق ترین شخصیت مسند خلافت پر جلوہ افروز ہو۔

نا اہل لوگ اور مسند خلافت

مگر اس دستور کو چھوڑ کر بڑا نقصان مسلمانوں کو یہ ہوا کہ نا اہل لوگوں کو مسند خلافت پر بٹھلانا پڑا۔ کیونکہ انتخاب افضل کا دستور ضائع کر دیا گیا اور نسلی حدود میں خلافت کو ایسا بھینچا کہ اس کا خاتمہ ہی کر دیا گیا۔ اور حالت یہ ہو گئی کہ ڈھونڈھنے سے بھی نسلی نا لائق خلیفہ تک کا بھی میسر آنا عنقا ہو گیا۔ مسلمانوں کو یہ قحط الرجال کے منحوس ایام اس لئے دیکھنے پڑے کہ اسلامی طریق خلافت کو چھوڑا اور اس کی جگہ غیر اسلامی ملوکیت کو اختیار کیا گیا۔ فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّا نُهُوْا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِيْنَ وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكَ لَيَبْعَثَنَّ عَلَيْهِمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ يَّسُوْمُهُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ اِنَّ رَبَّكَ لَسَرِيْعُ الْعِقَابِ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ وَقَطَّعْنٰهُمْ فِى الْاَرْضِ اُمَمًا مِنْهُمُ الصّٰلِحُوْنَ وَمِنْهُمْ دُوْنَ ذٰلِكَ۔ وَبَلَوْنٰهُمْ بِالْحَسَنٰتِ وَالسَّيِّاٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ۔ فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَّرِثُوا الْكِتٰبَ يَاْخُذُوْنَ عَرَضَ هٰذَا الْاَدْنٰى (اعراف ع ۲۱) جن باتوں سے ان کو روکا گیا تھا۔ جب انہوں نے نہ مانیں اور ان حدود سے نکل گئے جو ان کے لئے مقرر کی گئی تھیں۔ تو ہم نے کہا جاؤ تم ذلیل بندر ہو جاؤ۔ صحیح دستور العمل کو چھوڑنے کے بعد تمہارے لئے سوائے اس کے کوئی چارہ نہیں۔ کہ دنیا کے بادشاہوں کی نقالی کرو۔ ان کی اس سرکشی پر تیرے رب نے پہلے سے آگاہ کر دیا ہے۔ کہ ان کے حاکم اب وہی ہونگے جو انہیں بری طرح سزائیں دیں گے۔ اور ان کی غلط کاری کا کڑوا مزا انہیں چکھائیں گے۔ وہ خدا جو غفور رحیم ہے۔ بے راہ رو کو اس کی بے راہی کا نتیجہ بھی جلدی دکھلا دیتا ہے۔ اور ہم نے زمین میں ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔ یہاں تک کہ وہ بہت سے فرقوں میں منقسم ہو گئے۔ البتہ ان میں اچھے بھی تھے اور برے بھی تھے۔ ہم نے انہیں دونوں قسم کے مشاہدات کرائے۔ اچھی باتوں کا انجام بھی دکھلایا اور بری باتوں کا انجام بھی دکھلایا۔ تاکہ وہ غور کریں۔ اور اپنے اصلی مقام پر واپس آجائیں۔ مگر ایسا نہیں ہوا۔ بلکہ ان کے بعد ایسے جانشین شریعت الٰہیہ کے وارث ہوئے کہ جنہوں نے اس کی تشریح اس ادنیٰ شے کے پیش نظر شروع کر دی جو انہوں نے ایک اعلیٰ شے کے بدلے میں اختیار کی۔

بیرون ہند میں تبلیغ احمدیت

سیلون

مولوی عبد اللہ صاحب مالاباری مبلغ متعینہ سیلون کولمبو سے ۱۴ جنوری کو لکھتے ہیں کہ کولمبو سے ۵۰ میل کے فاصلہ پر "انگیبو بلو" نام قصبہ میں جاکر جماعت کے احباب سے ملاقات کی اور ۹½ بجے شب سے ۱۰½ بجے تک تامل زبان میں تقریر کی خط و کتابت ملاقاتوں انصار اللہ و خدام الاحمدیہ اور تقاریر کے ذریعہ تبلیغ کا سلسلہ جاری ہے مستورات تبلیغ میں حصہ لیتی ہیں۔ حکومت کی اجازت سے جیل خانہ میں جاکر قیدیوں کو ہر اتوار نصائح کرتا ہوں۔ مسلسل تقاریر کا سلسلہ جاری کرنے کے لئے انتظام ہو رہا ہے۔

امریکہ

جماعت کلیو لینڈ کے تبلیغی سکرٹری ابو الکلام صاحب لکھتے ہیں۔ گرینڈ ریپڈز ڈیٹرائٹ اور ٹالیڈو کا دورہ کرتے ہوئے صوفی مطیع الرحمٰن صاحب بنگالی ۱۲ نومبر کو یہاں آئے عورتوں اور مردوں میں تقاریر کیں ہم کو روحانی غذا مہیا فرمائی اور دو دن ٹھہر کر پٹزبرگ چلے گئے۔ صوفی صاحب کثرت کار سے بوڑھے معلوم ہونے لگے ہیں بال سفید ہو رہے ہیں۔ (نشر و اشاعت)

نفع مند کام پر روپیہ لگانے والوں کے لئے نہایت عمدہ موقعہ

جو دوست اپنا روپیہ نفع مند کام پر لگانا چاہیں۔ انہیں چاہیئے کہ میرے ساتھ خط و کتابت کریں۔ ایسا روپیہ جائداد کی کفالت پر لیا جائے گا۔ جو ہر طرح سے محفوظ رہے گا۔ اور نفع لائیگا۔ فرزند علی عفی عنہ ناظر بیت المال

خزانہ کیلئے بندوقوں کی ضرورت

خزانہ صدر کے پہرہ داروں کے لئے دو عدد سیکنڈ ہینڈ دونالی ارزاں بندوقوں کی ضرورت ہے۔ اگر کوئی دوست اپنی بندوق فروخت کرنا چاہیں تو وہ مجھ سے خط و کتابت کریں۔ اور تحریر فرمائیں۔ کہ بندوق کس ساخت اور کارخانہ کی ہے اور کس حالت میں ہے اور کم از کم کس قدر قیمت قبول کرینگے۔ فرزند علی عفی عنہ ناظر بیت المال

خریداران الفضل جنکی خدمت میں وی پی ارسال ہونگے

(گذشتہ سے پیوستہ)

ذیل میں ان اصحاب کی فہرست درج کی جاتی ہے۔ جن کا چندہ ۲۱ جنوری ۱۹۴۱ء سے ۵ فروری ۱۹۴۱ء تک کسی تاریخ کو ختم ہوتا ہے۔ ان میں وہ اصحاب بھی شامل ہیں۔ جو ماہوار چندہ ارسال فرمایا کرتے ہیں۔ ان کے نام محض اطلاع کی غرض سے شائع کئے گئے ہیں تا وہ حسب دستور چندہ ارسال فرمائیں۔ دوسرے تمام احباب کی خدمت میں گذارش ہے۔ کہ وہ از راہ کرم ۵ فروری ۱۹۴۱ء سے قبل اپنا چندہ بذریعہ منی آرڈر ارسال فرمائیں۔ یا اس تاریخ سے قبل وی پی روکنے کے متعلق اطلاع بھجوا دیں۔ جو احباب ان دونوں صورتوں میں سے کوئی صورت بھی اختیار نہ کریں گے۔ ان کے متعلق یہی سمجھا جائے گا۔ کہ وہ وی پی وصول کرنے کے لئے تیار ہیں۔ پھر اگر ان کی خدمت میں وی پی پہنچے تو ان کا فرض ہو گا کہ وصول فرمائیں۔

بعض دوست نہ رقم ارسال فرماتے ہیں۔ اور نہ وی پی روکنے کی اطلاع دیتے ہیں۔ لیکن جب وی پی جائے۔ تو واپس کر دیتے ہیں۔ اور ساتھ ہی گلہ بھی کرتے ہیں۔ کہ پرچہ کیوں بند کیا گیا۔ انہیں معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ اگر وہ تعاون نہ فرمائیں گے۔ تو دفتر کے روزمرہ کے اخراجات کہاں سے پورے ہوں گے علی الخصوص اس زمانہ میں جب کہ کاغذ کی گرانی سے اخبار کی مشکلات سہ چند ہو گئی ہیں۔

(خاکسار مینجر الفضل)

- ۱۴۷۱۰ رانا فیض بخش صاحب
- ۱۴۷۳۰۔ عبد الحکیم صاحب۔
- ۱۴۷۳۴۔ چوہدری خوشی محمد صاحب
- ۱۴۷۴۵۔ میاں غلام نبی صاحب
- ۱۴۷۵۴۔ مرزا مظفر احمد صاحب
- ۱۴۷۵۹۔ چوہدری غلام رسول صاحب
- ۱۴۷۶۴۔ غلام رسول صاحب
- ۱۴۷۷۵۔ عبد الکریم صاحب
- ۱۴۷۸۱۔ ایم عطا محمد عبد الرحمن صاحب
- ۱۴۷۹۳۔ غلام سرور خادم صاحب
- ۱۴۸۰۰۔ منشی عبد اللہ صاحب۔
- ۱۴۸۱۴۔ امیر حسین شاہ صاحب
- ۱۴۸۴۱۔ خان محمد علی خانصاحب
- ۱۴۸۵۲۔ چوہدری عبد اللہ خانصاحب
- ۱۴۸۵۳۔ فرینڈ اینڈ کو
- ۱۴۸۵۵۔ ڈاکٹر مجدار احمد خانصاحب
- ۱۴۸۶۰۔ چوہدری عبد اللہ خانصاحب
- ۱۴۸۶۴۔ مولوی قمر الدین صاحب
- ۱۴۸۸۱۔ ملک بہادر خانصاحب
- ۱۴۸۸۸۔ چوہدری غلام احمد صاحب
- ۱۴۸۹۳۔ ملک ہدایت اللہ صاحب
- ۱۴۸۹۵۔ ایم موسےٰ صاحب
- ۱۴۹۰۴۔ ملک عزیز احمد صاحب
- ۱۴۹۰۹۔ چوہدری فقیر اللہ خانصاحب
- ۱۴۹۶۰۔ ایس۔ ایم عمر صاحب۔
- ۱۴۹۸۴۔ عبد الکریم صاحب۔
- ۱۴۹۸۷۔ محمد احمد صاحب۔
- ۱۴۹۹۶۔ محمد اشرف صاحب
- ۱۵۰۱۲۔ ایس۔ ایم ایوب صاحب
- ۱۵۰۱۵۔ سید محمد حسین صاحب۔
- ۱۵۰۲۴۔ ڈاکٹر منیر احمد صاحب
- ۱۵۰۲۹۔ بابو محمد شفیع صاحب
- ۱۵۰۳۵۔ بسمل صاحب۔
- ۱۵۰۳۷۔ بابو محمد شریف صاحب
- ۱۵۰۵۹۔ عنایت اللہ صاحب۔
- ۱۵۰۶۹۔ چراغ دین صاحب
- ۱۵۰۹۳۔ چوہدری غلام قادر صاحب
- ۱۵۰۹۷۔ میاں ایوب شاہ صاحب
- ۱۵۱۱۶۔ منشی محی الدین صاحب
- ۱۵۱۲۷۔ خواجہ عبد الحمید صاحب
- ۱۵۱۴۵۔ عبد المجید صاحب۔
- ۱۵۱۴۶۔ شریف احمد صاحب
- ۱۵۱۴۷۔ فیض احمد صاحب۔
- ۱۵۱۵۰۔ غلام رسول صاحب
- ۱۵۱۵۵۔ چوہدری حاجی احمد خانصاحب
- ۱۵۱۶۹۔ خواجہ صدیق صاحب
- ۱۵۱۷۵۔ کریم بخش صاحب۔
- ۱۵۱۷۹۔ عبد اللہ خانصاحب۔
- ۱۵۱۹۷ مرزا احمد شریف صاحب
- ۱۵۱۹۸۔ چوہدری عبد المالک صاحب
- ۱۵۲۰۴۔ بیگم صاحبہ شمشاد علی صاحب
- ۱۵۲۰۸۔ بابو رشید احمد صاحب
- ۱۵۲۰۹۔ خواجہ عبد العزیز صاحب
- ۱۵۲۱۵۔ فتح محمد صاحب۔
- ۱۵۲۱۳۔ فضل حق صاحب۔
- ۱۵۲۲۹۔ میاں لعل الدین صاحب
- ۱۵۲۳۰۔ سید رسول شاہ صاحب
- ۱۵۲۳۴۔ میاں عبد الرحیم صاحب
- ۱۵۲۳۵۔ شیخ عبد الرشید صاحب
- ۱۵۲۴۳۔ میر اسحاق علی صاحب
- ۱۵۲۵۰۔ چوہدری سلطان علی صاحب
- ۱۵۲۵۱۔ حکیم محمد عبد الجلیل صاحب
- ۱۵۲۵۳۔ احمد الدین صاحب۔
- ۱۵۲۵۵۔ ماسٹر محمد منظور احمد خانصاحب
- ۱۵۲۵۷۔ چوہدری عبد اللہ خانصاحب
- ۱۵۲۵۸۔ میاں محمد اسحٰق صاحب
- ۱۵۲۵۹۔ شیر محمد صاحب۔
- ۱۵۲۶۴۔ برکت علی صاحب۔
- ۱۵۲۶۹۔ ایچ حید ر صاحب۔
- ۱۵۲۷۳۔ چوہدری شریف احمد صاحب
- ۱۵۲۷۵۔ مبارک احمد صاحب
- ۱۵۲۷۹۔ بشارت احمد صاحب
- ۱۵۲۸۰۔ خان بہادر مولوی غلام حسین صاحب
- ۱۵۲۹۰۔ چوہدری حسن محمد صاحب
- ۱۵۲۹۴۔ مستری محمد عیسےٰ صاحب
- ۱۵۲۹۷۔ اہلیہ صاحبہ جان احمد صاحب ایم اے
- ۱۵۳۰۹۔ ملک نذر حسین صاحب
- ۱۵۳۱۳۔ مولوی احمد الدین صاحب
- ۱۵۳۱۴۔ منظور احمد صاحب
- ۱۵۳۱۵۔ شیخ مختار نبی صاحب
- ۱۵۳۲۰۔ اکبر محمود صاحب۔
- ۱۵۳۲۳۔ مراد بخش صاحب
- ۱۵۳۳۸۔ الٰہی بخش رحیم بخش صاحب
- ۱۵۳۴۳۔ عباس علی شاہ صاحب
- ۱۵۳۴۸۔ اشتیاق احمد صاحب
- ۱۵۳۶۰۔ عبد الواحد صاحب
- ۱۵۳۶۱۔ مستری محمد اسمٰعیل صاحب
- ۱۵۳۶۳۔ ڈاکٹر فضل کریم صاحب
- ۱۵۳۶۸۔ سید محمد صادق صاحب
- ۱۵۳۶۰۔ چوہدری نتھے خانصاحب
- ۱۵۳۷۷۔ شیخ محمد احمد صاحب
- ۱۵۳۸۱۔ اسمٰعیل شریف صاحب
- ۱۵۳۸۴۔ اہلیہ عبد المجید صاحب
- ۱۵۴۱۰۔ چوہدری محمد نواز صاحب
- ۱۵۴۱۱۔ میاں عزیز اللہ صاحب
- ۱۵۴۱۶۔ منیر احمد صاحب۔
- ۱۵۴۲۰۔ چوہدری محمد منیر احمد صاحب
- ۱۵۴۲۱۔ مولا بخش صاحب۔
- ۱۵۴۲۴۔ محمد حسین صاحب۔
- ۱۵۴۲۸۔ بابو عبد الرؤف صاحب
- ۱۵۴۳۲۔ شیخ منظور احمد صاحب
- ۱۵۴۴۸۔ مرزا مبارک بیگ صاحب
- ۱۵۴۵۰۔ محمد عبد اللہ صاحب
- ۱۵۴۵۱۔ سید عبد الرحیم صاحب
- ۱۵۴۵۲۔ سید شاہ زمان صاحب
- ۱۵۴۵۳۔ سیکرٹری صاحب۔
- ۱۵۴۵۴۔ شیر علی محمد صاحب
- ۱۵۴۵۶۔ سید سردار احمد شاہ صاحب
- ۱۵۴۶۰۔ سعدی مصلح الدین صاحب
- ۱۵۴۶۱۔ لائبریرین صاحب
- ۱۵۴۶۴۔ ایم عبد الرحمن صاحب
- ۱۵۴۶۶۔ محمد یونس صاحب
- ۱۵۴۶۷۔ چوہدری محمد شفیع صاحب
- ۱۵۴۶۹۔ عبد الحق صاحب۔
- ۱۵۴۷۱۔ ڈاکٹر غلام محمد صاحب۔
- ۱۵۴۷۳۔ عبد القیوم صاحب۔
- ۱۵۴۹۱۔ محمد یونس صاحب۔
- ۱۵۴۹۸۔ سید محمد محسن صاحب۔
- ۱۵۴۹۹۔ محمد سعید کلیم صاحب۔
- ۱۵۵۰۲۔ سیکرٹری انجمن احمدیہ
- ۱۵۵۰۶۔ عبد الباسط صاحب
- ۱۵۵۱۳۔ چوہدری غلام مصطفےٰ صاحب
- ۱۵۵۱۴ محمد مسعود احمد صاحب۔
- ۱۵۵۱۷۔ چوہدری کرم الٰہی صاحب
- ۱۵۵۲۴۔ شیر محمد صاحب
- ۱۵۵۲۵۔ عزیز حسین صاحب
- ۱۵۵۲۷۔ سیکرٹری صاحب۔
- ۱۵۵۲۸۔ اہلیہ سید عبد الحمید صاحب
- ۱۵۵۳۰۔ خان محمد افضل خانصاحب
- ۱۵۵۳۴۔ بابو عبد الرحیم صاحب
- ۱۵۵۴۲۔ چوہدری شریف احمد صاحب
- ۱۵۵۴۳۔ محمد جعفر خانصاحب
- ۱۵۵۴۴۔ بشیر احمد صاحب
- ۱۵۵۵۱۔ رستم علی صاحب۔
- ۱۵۵۵۸۔ ایس کے حسین صاحب
- ۱۵۵۶۰۔ نذیر احمد ناصر صاحب
- ۱۵۵۶۴۔ سید مہدی حسین شاہ صاحب
- ۱۵۵۶۷۔ میاں محمد شریف صاحب
- ۱۵۵۶۸۔ منشی محمد اسمٰعیل صاحب
- ۱۵۵۷۳۔ چوہدری فضل احمد صاحب
- ۱۵۵۷۴۔ ایم۔ اے خانصاحب
- ۱۵۵۸۴۔ منشی رحیم الدین صاحب
- ۱۵۵۸۷۔ شیخ بشیر دین صاحب۔
- ۱۵۵۸۹۔ ملک منظور الحق صاحب۔

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

لنڈن ۲۶ جنوری۔ ایک امریکن جرنلسٹ نے مارشل پیٹان سے ملاقات کے بعد لکھا ہے۔ کہ جہاں تک یورپ کی نئی تعمیر کا تعلق ہے۔ مارشل موصوف نے ہٹلر کی لیڈرشپ کو تسلیم کر لیا ہے۔ اور اب ایم لاوال کو عنقریب کوئی اعلیٰ عہدہ پیش کیا جائے گا۔

دہلی ۲۶ جنوری۔ تمام ہندوستان میں بیک وقت بلیک آؤٹ کے انتظام کئے جا رہے ہیں۔ جو غالباً ۱۲ فروری یا اس کے لگ بھگ کسی تاریخ کو ہوگا۔

لنڈن ۲۶ جنوری۔ جاپانی پارلیمنٹ میں تقریر کرتے ہوئے جاپان کے امیر البحر نے کہا کہ جاپانی بیڑا ہر وقت جنگ کے لئے تیار رہے۔ اور وہ امریکہ کے بیڑے سے بہت طاقتور ہے۔ امریکہ کو کوئی حق نہیں۔ کہ انگلستان یا چین کو اپنی پہلی ڈیفنس قرار دے۔ امریکہ کے بحری محکمہ نے بہت سا بجٹ منظور کیا ہے مگر تعداد کا سوال نہیں۔ بلکہ طاقت کا ہے۔

لنڈن ۲۶ جنوری۔ جاپان اور ہالینڈ میں کشیدگی بڑھ رہی ہے۔ جاپان نے ڈچ ایسٹ انڈیز سے اپنا سفیر واپس بلا لیا ہے۔ جاپان کے سرکاری اخبار نے لکھا ہے۔ کہ جاپان تمام مشرقی ایشیاء کا محافظ ہے۔ اگر ہالینڈ نے جاپان کے اس نقطہ نگاہ کو تسلیم نہ کیا۔ تو اسے ڈچ ایسٹ انڈیز سے ہاتھ دھونا پڑے گا۔

ڈبلن ۲۶ جنوری۔ آئرلینڈ کے وزیر سپلائی نے آج ایک تقریر میں کہا کہ چند ہی ہفتوں میں صورت حالات نازک ہونے والی ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی آئرلینڈ کے باشندوں کو سخت خطرہ ہے۔ ہم جنگ کے تاثرات سے آنکھیں بند نہیں کر سکتے۔

لنڈن ۲۷ جنوری۔ مسٹر رینڈل وکی برطانیہ کا دورہ کر رہے ہیں۔ آج اخباری نمائندوں کے ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے آپ نے کہا۔ کہ برطانیہ کے لوگوں کی بہادری قابل تعریف ہے کہ ایسے حالات میں بھی یہاں ایسے جلسے ہو رہے ہیں۔ آپ آج مسٹر چرچل سے ملیں گے اور مسٹر ڈی ویلرا سے ملنے آئرلینڈ بھی جائیں گے۔

لنڈن ۲۷ جنوری۔ انگریزی طیاروں نے سنٹرل۔ مغربی اور شمالی جرمنی پر چھاپے مارے۔ جرمن نیوز ایجنسی کا بیان ہے کہ انہوں نے آتش افروز اور دھماکے سے پھٹنے والے بم پھینکے۔ انگلستان پر آج بھی حملہ نہیں ہوا۔ گویا ایک ہفتہ کامل امن رہا۔ ستمبر کے بعد یہ پہلا ہفتہ ہے۔

واشنگٹن ۲۷ جنوری۔ پریذیڈنٹ روزویلٹ کے پیشکردہ بل پر امور خارجہ کی کمیٹی غور کر رہی ہے۔ دس روز سے یہ بل اس کے زیر غور ہے۔ وزیر خارجہ۔ وزیر جنگ اور وزیر بحری کی شہادت بھی ہوگی۔

لنڈن ۲۷ جنوری۔ افریقہ کی خبروں سے پایا جاتا ہے کہ برطانی فوجیں کینیا کی راہ سے اطالوی سومالی لینڈ میں آگے بڑھ رہی ہیں۔ لیبیا میں بھی پیش قدمی جاری ہے۔ اطالوی اریٹریا میں اس تیزی سے پیچھے ہٹ رہے ہیں کہ سڑک اور پل بھی تباہ نہیں کر سکتے۔

لنڈن ۲۷ جنوری۔ میلان اور ٹیورن میں بیس تیس بڑے بڑے افسروں کو اطالوی اور جرمن خفیہ پولیس نے گرفتار کر لیا ہے دوسرے علاقوں میں بھی گرد و بڑ ہے۔

بخارسٹ ۲۷ جنوری۔ یہاں اب بالکل امن ہے۔ صوبوں میں بھی امن ہے۔ البتہ ٹرانسلوینیا کے علاقہ میں ابھی باغی فوجوں سے لڑ رہے ہیں۔

لنڈن ۲۷ جنوری۔ اٹلی کے ایک مشہور اخبار نے طبرق پر انگریزی قبضہ کی کہانی سناتے ہوئے کئی عجیب و غریب باتیں بیان کی ہیں۔ اس نے لکھا ہے۔ کہ جب اٹلی میدان جنگ میں آیا۔ تو اس وقت وہ مکمل طور سے پوری طرح لیس نہیں تھا اور وہ نہیں چاہتا تھا کہ لڑے مگر اسے لڑنے پر مجبور کیا گیا۔ مسٹر چرچل نے مولینی سے پہلے ہی اپیل کی تھی کہ لڑائی کی آگ دوسرے ملکوں میں نہیں پھیلنی چاہیئے مگر اس وقت مولینی پر اپنی حکومت کو وسیع کرنے کا جنون سوار تھا اس لئے لڑائی کی آگ پھیلانے کی تمام تر ذمہ داری مولینی پر ہے آخر میں اس اخبار نے یہ رونا رویا ہے کہ اٹلی کی آبادیاں بہت دور دور ہیں۔ بحیرۂ روم میں انگریزی فوجوں کا پلہ بھاری ہے اور اٹلی کے لئے اپنی افریقی سلطنت کا بچاؤ بھی بہت مشکل ہے

لنڈن ۲۷ جنوری۔ شہنشاہ ہیل سلاسی کی کمان میں حبشی فوجیں اطالوی چوکیوں پر حملہ کر کے انہیں بڑا بھاری نقصان پہنچا رہی ہیں۔ ۱۹۳۶ء میں جب اٹلی نے ایبے سینیا پر قبضہ کیا تو تمام قومی اخبار بند ہو گئے تھے مگر پچھلے ہفتہ سے ایک قومی اخبار پھر جاری ہو گیا ہے اور اس نے ایک خاص نمبر نکالا ہے جس کی دو لاکھ سے بھی زیادہ کاپیاں اہل حبشہ میں تقسیم کی گئیں۔ ایبے سینیا میں ہر رات شہنشاہ کا نقارہ بجتا ہے تاکہ لوگ حصول آزادی کے لئے تیار ہو جائیں۔

لنڈن ۲۷ جنوری۔ دشمن لڑائی کا بہت سامان اریٹریا بھیج رہا ہے معلوم ہوتا ہے وہ وہاں جم کر مقابلہ کرنے کی کوشش کرے گا بشرطیکہ اسے اریٹریا سے ہاتھ نہ دھونا پڑا۔

رنگون ۲۷ جنوری۔ برما کے جرنلسٹوں کا جو مشن چین گیا تھا وہ تین ہفتہ کے دورہ کے بعد رنگون واپس پہنچ گیا ہے۔

لاہور ۲۷ جنوری۔ پنجاب اسمبلی میں آج وزیر اعظم کے پارلیمنٹری سکرٹری نے بتایا کہ صوبوں میں ہوائی حملہ سے بچاؤ کے متعلق کیا گیا انتظامات کئے جا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جن شہروں کو ہوائی حملہ سے خطرہ ہو سکتا ہے وہاں اس کے متعلق احتیاطی تدابیر سے کام لیا جا رہا ہے۔ آگ بجھانے والے انجن اور ضروری سامان خرید لیا گیا ہے۔ پانچ ہزار والنٹیر بھی بھرتی کئے گئے ہیں جنہیں فرسٹ ایڈ اور آگ بجھانے کے کام کی ٹریننگ دی جا رہی ہے۔

کلکتہ ۲۷ جنوری۔ کلکتہ کی مردم شماری کے متعلق گورنمنٹ کی ابتدائی رپورٹ شائع ہو گئی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کلکتہ پہلے سے بہت وسیع ہو گیا ہے ۱۹۳۱ء میں کلکتہ میں گیارہ لاکھ آدمی تھے مگر اب ان کی تعداد ۲۱ لاکھ ہے۔ اسی طرح پہلے دو لاکھ مکانات تھے مگر اب تین لاکھ سے بھی زیادہ ہیں۔

کلکتہ ۲۷ جنوری۔ مسٹر سوبھاش چندر بوس کل شام سے گھر پر نہیں۔ گذشتہ دسمبر میں بوجہ بیماری انہیں جیل سے رہا کر دیا گیا تھا۔ اور اس وقت سے وہ کلکتہ میں ہی مقیم تھے آج جب عدالت میں مسٹر بوس کے خلاف مقدمہ پیش ہوا تو معلوم ہوا کہ وہ لاپتہ ہیں۔ وکیل نے بتایا کہ مسٹر بوس گھر پر نہیں اور گھر والوں کو بھی معلوم نہیں کہ وہ کہاں گئے ہیں مجسٹریٹ نے ان کے وارنٹ گرفتاری جاری کر دیئے اور حکم دیا کہ انہیں اگلے منگل کو عدالت میں پیش کیا جائے۔

لنڈن ۲۷ جنوری۔ آج صبح دشمن کے جہازوں نے کچھ سرگرمی دکھائی مگر کوئی بم نہیں گرایا اور چند منٹ کے بعد ہی غائب ہو گئے۔

لنڈن ۲۷ جنوری۔ جرمن نیوز ایجنسی نے اس امر کو تسلیم کر لیا ہے کہ جرمنی کے تین ہوائی جہاز آج کی لڑائی میں برباد ہو گئے ہیں۔

واشنگٹن ۲۷ جنوری۔ امریکہ اپنے بچاؤ کا انتظام بڑی سرگرمی سے کر رہا ہے چنانچہ جون کے آخر تک ۸ لاکھ آدمیوں کو فوجی ٹریننگ

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپایا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی